

مفقود الخیر

۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء کے المحدث میں یہ ذکر آچکا ہے

کہ پنجاب کے سراج الاخبار نے لکھا تھا کہ مفقود الخیر شخص کی بیوی سے جو چار سال بعد نکاح کر آئے وہ بدکاری کرتا ہے اس کا جواب اسی پرچہ (۲۸) دیکھا گیا تھا کہ مفقود الخیر کی بیوی کا چار سال کے بعد نکاح کر دینا بڑے بڑے صحابہ اور علماء محدثین و فقہائے ثابت ہے جن کے حوالے بھی اسی پرچہ میں دیئے گئے۔ اس سے بعد ۱۵ جنوری کے سراج الاخبار میں ہمارے اس مضمون کا جواب نکلا۔ جواب کیا تھا گویا اپنے دعویٰ کی تائید اور پوری تائید تھی۔ مگر ہم سے اس کا جواب جلدی نہ ہو سکا۔ جس کے کئی ایک باعث تھے ایک تو جواب میں کتاب الحجج کا حوالہ تھا۔ جو ایک ایسی نامشہور اور غیر مشہور کتاب ہے کہ حافظ زبیدی اور حافظ ابن حجر جیسے علامہ حدیث بھی اس سے آشنا نہیں۔ اس لئے ان دونوں حضرات نے ہدایہ کی تحریروں میں کتاب الحجج کی روایت نہ کر کے اپنا علم ظاہر کیا۔ خیر چنانچہ سراج الاخبار میں اس کا حوالہ تھا اس لئے اس کی تلاش کی تو کہیں سے نہ ملی۔ آخر درمہ احمدیہ آرہ سے ملی۔ تو اس کو دیکھا گیا۔ دوسرا باعث اس تاخیر کا یہ ہوا کہ بعض مضامین ضروری بعض مرمی آتے رہے کہ ہر صفحہ اس جواب کے ارادہ پر ان کا غلبہ رہا ہر حال آج ہم اس کا جواب دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ سراج الاخبار کے کسی چھپانے والے نے ہمارے جواب کا کچھ نہ لکھا ہے وہ حقیقتاً اپنے نمبر کے باعث اور ہمارے نمبر کے موافق لکھا ہے۔ مگر فاضل مضمون نگار کو ذرا نہیں بائیں کی نہیں کہ کہاں کو جاتے ہیں۔ یہی افسوس نہیں کہ مضمون نگار نے اپنے مذہب کا خلاف کیا ہے جس سے وہ نہیں سمجھتا بلکہ یہ بھی افسوس ہے کہ انہوں نے دروغ گوئی اور حق پرستی سے کام لیا ہے۔ اسے کاٹ کر یہ دروغ گوئی کسی مفید کام میں جوتی میضہ نہیں بلکہ بعض شخصی حسد میں چنانچہ آپ نے شروع مضمون میں لکھا ہے۔

۱۸ المحدث آخرت پر اخباری دنیا میں سنو پانچ سالہ سچا ہوتا تھا۔ دو چار دفعہ آریوں اور مرزا بٹوں کے ساتھ تھوڑی پالی کرتے تھے۔ اپنے خام خیال میں مرد میدان بنکر اپنے گھر کی پرستش پر ہائیں سودست کریمان ہر شے لکھتا تھا۔ مگر جب انہوں نے اس کی تحریکات سے علمی اور اعتقادی غلطیاں اور زندقہ خدشات انتہا کر کے گذشتہ سے تائب اور آئندہ کو حفاظت جوئی ہدایت کی۔ تو وہ اپنی خیالی ناموس کے

موجوں وہ شخص ہے جو معلوم ہو چکا ہے میں معلوم نہیں کہ آجکل سراج الاخبار کیسے ہو گا۔ اگر لفظ آئندہ میں تو فاضل مضمون نگار کو ہمارے کہنا ہے کہ اپنا اقتدار نہ کرے اور

اترا کر اپنا اپنے اصرار مشفق ہی پر ہاتھ اٹھانے لگا جس پر انہوں نے جو ایک فتویٰ شائع کر کے اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔

اس بیان میں فاضل مضمون نگار نے بعض بازاروں کی گپ کی پیری کی اور مرث حق پرستی سے کام لیا۔ درنہ اگر وہ حق گوئی کا تو یہ بھی کہتا۔ کہ بعض علماء المحدث نے ایڈیٹر المحدث کی مخالفت کا فتویٰ شائع کیا۔ لیکن جب جواب نکلا تو اکثر علماء مشاہیر نے اس پہلے فتویٰ کو غلط جانا۔ آخر اس نزاع کو بجلی اٹھا دینے کیلئے قومی طور پر آریوں تین برگزیدہ علماء منصف ہوئے جنہوں نے متفقہ فیصلہ سے مخالفین کے فتوے کو غلط قرار دیا۔ یہ تو ہے اصل واقعہ مگر اس کو سراج الاخبار کے فاضل مضمون نگار نے کیوں سارا بیان نہ کیا؟ اس کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کے علاوہ فاضل موصوف نے حق پرستی کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہمارے کلام کو نقل نہیں کیا۔ بلکہ اپنی ہی کہتے گئے۔ ہم نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ حق پرستی کا یہ قدیم ہے جو کہ فریق مخالف کے مضمون کو اسی کے الفاظ میں پورا پورا نقل نہیں کرتے جسکو اس میں شک ہو وہ مرزا صاحب قادیانی اور ایڈیٹر ال نقد کا طریقہ دیکھ لیں کئی لمبہ عرصہ۔

خیر اس شخصی بحث سے آگے چل کر آپ اپنے اصل مضمون پر آتے ہیں۔ وہ "مفقود الخیر" عورت کے نکاح ثانی کے جائز نہ ہونے کے بارے میں منفی مذہب کے دلائل اور براہین لکھے جاتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ و غیرہ اور قیاس شرعیہ کی سیراکر مقرر کی تحقیقی معلومات بڑے جلد سے ہیں۔ پھر اس کے ان دلائل کی قطع کھلی جائیگی۔ جس سے وہ پکارہ اپنی نادانی کے باعث دھوکا کھایا پھر اس کی ربرک حنفی مذہب میں مفقود ہے وہ شخص مراد ہے جس کا کوئی پتہ نہ ملے اور جیسے مرنے کی خبر معلوم نہ ہو سو ایسا شخص اس حقہ مذہب میں اپنی ذات کیلئے تو زندہ ہے۔ اس کی اپنی نکاح ثانی نہیں کر سکتی اور نہ اس کا مال و ثناء میں تقسیم ہو سکتا ہے بلکہ قاضی کو لازم ہے کہ کوئی شخص مقرر کرے جو اس کے مال کی حفاظت کرے اور اس کے دیون و قرضے جس مال کے خراب ہو نہیک اندیشہ ہو۔ اس کو چھوڑے اور اسکی اولاد بی بی اور الدین پر خرچ کرے۔ لیکن غیر کے حق میں وہ مردہ ہے۔ خیر کے ترکہ کا وارث نہ ہوگا بلکہ اس کا حقہ ۹ برس تک محفوظ رکھا جائیگا۔ اور ۹ برس کے بعد قاضی اسکی موت کا حکم

دے گا۔ اس میں منفی مذہب کی کیا خصوصیت ہے۔ سب میں یہی تعریف ہے۔ وہ دلائل

ہے۔ یہ دروغی کہاں سے آئی۔ (ایڈیٹر)

سے اس دعویٰ کو یاد رکھیے گا۔ یہ تو بتا لیا کہ آپ کے دعویٰ اور میں میں تقریباً نام پر

نوسر

آج تک یہ نام نہ لکھا
تعلیم یافتہ نوجوان
کو حقارت کی نگاہ سے
نک نہیں یہ شکایت
درست بھی ہے مگر ہم
زندہ مثال قائم کرنے
ٹولی بازار میں ایک دو
بیانہ پر جاری کی ہے
کابل کی کمال جیسے
چاقو قیچی پلین
موم بتیاں ہوتی اور
قفل ٹرنک۔ یہ ہر
یہ۔ ہر قسم کی پینیا
رہیں۔ شیشے۔ دھاتی
گرم و سرد۔ ڈوری۔
لیونڈر وغیرہ وغیرہ
کے بکھاریت دریاں
لاہور تشریف لائیں
دکان سے ایک دفعہ
پھر شیشے کی خریداری
نوٹ اسے ہمارے
جراہیں تیار کی جو
اور پائیداری میں
کرتی ہیں۔ ہوتی جہاں
بندر جن۔ ایش
شیخ لیٹر جین
لاہور زبیدی

عزیز منظر میں ہے۔ ہر نوجوان صاحب دلیل ہر تباری نے دیکھ رکھا تھا جان مگر ان کی بیوی کے نام اخبار جاری کر دیا اور ہم اس کی اصلاح اور اصلاح کے لیے دیکھ رہے ہیں۔ ہر نوجوان صاحب دلیل ہر تباری نے دیکھ رکھا تھا جان مگر ان کی بیوی کے نام اخبار جاری کر دیا اور ہم اس کی اصلاح اور اصلاح کے لیے دیکھ رہے ہیں۔

کرینگا۔ اور ظاہر روایت یہ ہے کہ جب اسکے ہم عمر ساتھی مر جائیں تو اس کی موت اہم دیا جائے اور یہ مذہب دلائل ذیلی پر مبنی ہے۔

اولیٰ - قولہ تعالیٰ - پارہ ۵ - رکوع ۱۰۱ - اَلْمَرْحُومَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِنْ مَاتَ لَمْ يَكُنْ لِهِنَّ عَمَلٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ لِهِنَّ عَمَلٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ لِهِنَّ عَمَلٌ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم پر حرام ہیں خاوند والی عورتیں مگر وہ جن کے مالک ہوئے تھے لاقہ۔ یعنی جو عورتیں دارالخبرہ سے پکڑ لائے ہو۔ وہ اگر خاوند والی ہیں تو تم پر حرام نہیں ہیں۔ اس استثناء سے صاف روشن ہے کہ دارالخبرہ سے پکڑی آئی عورتوں کے سوا کوئی خاوند والی عورت دوسرے کیلئے ہرگز جائز نہیں رکھی گئی اگر مقتول کی عورت سے نکاح جائز ہوتا تو وہ مملکت ایما انکم کے بعد اس کو ضرور پڑھایا جاتا یا اور کہیں اشارت و کنایہ ہی نہیں اس کا ذکر کیا جاتا۔

اس عبارت میں مضمون نکاح سے دعویٰ اور اس کی ایک دلیل دی ہے۔ دعویٰ کا خلاصہ تو یہ ہے کہ مقتولہ الخبرہ کے گم ہونے سے تو تم پر اس یا ہم مردوں کے عورتوں سے اس کی بیوی نکاح ثانی کر سکتی ہے مگر اسوں کہ دیں سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی بلکہ اگر آپ کی تقریر کو صحیح سمجھا جائے تو آپ کی پیش کردہ دلیل سے آپ کا مذہب مستقام نہیں رہتا ہے۔ اس پر آپ نے کہا کہ یہ تو ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے اس کے بعد اس کو ضرور پڑھایا جاتا یا نہیں یوں ہوتا۔ اگلا بعد کون ازواجہ من مقتولہ تصویب سنتہ۔ بلا حرج، آخر فقہ حنفی میں ثابت ہوا کہ مقتولہ خاوند والی عورتوں کے انتقال کی کوئی حد نہیں بلکہ ہمیشہ تک وہ عورتیں اور جان دلیا کو یا کرتی رہتی ہیں اور وقتی حیاتی اپنی عزیز پرانی کو براہ کسر۔ اگر اسی سے تعلق چاہو تو پھر اگر اس کا جواب ہم دینگے تو ہمارے دست خط ہونگے۔ اس سے پتہ چلے گا کہ یہی ہیں۔

خیریت سے فاضل مضمون نگار کی پہلی دلیل کا یہ یہ حال ہے کہ جیسے اثبات دعائے ابطال دعا کرتی ہے تو باقی دلائل کو ناظرین خود ہی اندازہ لگالیں گے قیاس کن ذہنات میں ہمارا سرا

ایہ ہم بتاتے ہیں کہ آپ کا یہ طرز استدلال خود حنفی علماء اصول کے مقررہ قواعد کے دین کے مذہب کی حاجت میں آپ اس سیکھنے پر ظلم کر رہے ہیں انہ صرف بر خلاف ہے بلکہ مروجہ ہے۔

حنفیہ علماء اصول نے کلام سے استدلال کے چار طریقے بتائے ہیں عبارت اشارت - دلالت - اقتضائے انفس (ان کا مفصل ذکر مضمون اجتہاد اور تقلید میں آچکا ہے) ان کے علاوہ جس قدر طریق استدلال آئے ہیں۔ وہ علماء حنفیہ کے

نزدیک غلط بلکہ فاسد ہیں۔ چنانچہ اصول کی معتبر اور سی کتاب حاسی میں ہے کہ

ومن الناس من عدل في الذموم بوجوده آخر فاسدة عندنا۔ پس آپ بتلائے کہ آپ کا یہ استدلال طریق اربعہ میں سے کس طریق کا بار انفس ہے یا اشارت انفس۔ دلالت انفس ہے یا اقتضائے انفس (ہر ایک کی تعریفات مع مثالوں کے چار سے مضمون اجتہاد اور تقلید میں گزر چکی ہیں) اگر انفس سے کوئی ہے تو مع تعریف تعین کیجئے۔ اگر نہیں تو پھر اس کے فاسد اور کاسد ہونے کی شک ہے ہیں حیرانی ہے کہ اچھڑیٹ کے مقابلہ پر ہمارے بھائیوں کو کیسی قیسی پیش آتی ہیں۔ کہ کچھ کہتے اپنے مسلک اصول کے جن پر ضرر کیا کرتے ہیں بھی خلاف کہہ جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے نہ

اس نقش پاکے سجدے سے پاں تک کیا دلیل بتا دیں کو چہ رقیب ہی بھی سر کے بل چلا دیں یا اگر آپ کو تقلید یا اور تقلد کی شان تو صرف یہ ہے کہ اپنے امام کی بتائی ہوئی دلیل کو نقل کرے۔ استدلال کرنا اس کا کام نہیں۔ پس کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے کام سے اس دعویٰ پر اثبات ہو عورت کو دلیل پایا ہے اگر نہیں بتایا بلکہ کلام ان دلائل سے تو آپ کے غیر مقتولہ ہونے میں کیا شک (مذاکرے چشم روشن دل شاد) (باقی دارد)

قادیانی کوشن جی جان چھڑاتے ہیں

الایا ایہا الناس اور کاساؤں دہاؤں کہ عشق آسان ہو و ادل جلیہ آثار تمکلی کوشن جی سے خاکسار کو مہمان کیلئے بلایا۔ ہمارا جواب اہل حدیث ۱۹ اپریل میں مفصل دیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں حسب قرار خود ہمارے کتبہ پر اٹھائے کو طیار ہوں۔ بشریکہ تم پہلے یہ بتاؤ کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہو گا اسکے جواب میں کوشن جی نے ایک انتہاء دیاستہ جواب قبول شدہ۔ سوالی انہماں جان از ریجان پھر اس پر طرہ یہ کہ اس انتہاء کو اچھڑیٹ میں درج کرتے کی ہم سے درخواست کی ہے ہماری تو پیہرے ہمارے عادت ہے کہ ہم خاتون اور عذاروں کی طرح مخالف کے کلام میں تفرقہ نہیں کیا کرتے بلکہ اس کو ہی کے کے الفاظ میں تمام دکان نقل کیا کرتے ہیں۔ یہ تو کوشن جی وغیرہ کی عادت ہے کہ اپنے مخالف کے کلام کو پورا نقل نہیں کرتے بلکہ اسی میں انہماں جان از ریجان دیکھنی دگا کر ایسا بگاڑتے ہیں کہ یہودیوں کے بھی کان کتر جاتے ہیں یا عیار ہو

پیارے کے پیارے حالات یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات نہ کہ وقت حضور ازلہ حصہ ہوتا ہے

ترمذی غلام دستگیر اور مولیٰ السید صاحب علیگڑھی مرحومین کا قصہ
یاد کیجئے۔ بہر حال کرشن قادیانی کا اشتہار یہ ہے:-
مولیٰ ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ آنحضرت مولیٰ ثناء اللہ صاحب
السلام علیہ من اتبع الہدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ الحمدیش میں میری
تکذیب تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں
مردود کذاب و جال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری
نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور جال ہے۔ اور
اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ بیٹے آپ کے بہت
دکھ اٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے
پھیانے کے لئے مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کے دینا کو
میری طرف آتے ہیں۔ کہتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور
ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا
اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک
پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔
کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر
وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک
ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی تیرا ہوتا ہے۔ تا خدا کے بند کو تباہ
نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں۔ اور خدا کے مکالمہ اور
محافل سے مشرف ہوں۔ اور مسیح موعود ہوں۔ تو میں خدا کے فضل سے امید
رکھتا ہوں۔ کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکنین کی سزا سے بھیس گئے۔
پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے
لے آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہ یہ ہے قرآن کریم کا کلمہ
ہو بہت ملتی ہو سزا من کاوی فی اللہ خلیفہ خلیفہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہم لہذا اہل اللہ علیہ وسلم فی طیارہ خلیفہ خلیفہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سزا من متفقہ خلیفہ خلیفہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جن کے عہد میں میں نے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جوٹھے دغا باز۔ مفسد اور فرمان لوگوں کو
عرب دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس بہت میں اور بھی بڑے کام کریں پھر تم کیسے من گھڑت
اُصول بتاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔ کیوں کہ موعود دعویٰ تو مسیح کرشن درجہ
بلکہ خدائی کا ہو اور قرآن میں یہ لیاقت و ذالک قبلہ اللہ من اللہ (نائب اللہ)

ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ ہلکے بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی دارد
نہ ہوئی۔ تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں کسی الہام یا وحی کی بنا پر شکیلی
ہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا
سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اسے میرے مالک بصیر و تدبیر و حکیم و خیر ہے جو میرے
دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض
نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات
افتراء میرا کام ہے تو اسے میرے پیارے مالک ایسے عاجزی سے تیری جناب
میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولیٰ ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک نہ کرے۔ اور
میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر ایسے کمال
اور صادق خدا اگر مولیٰ ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر
نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی
میں ہی ان کو نابود کرے مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ
امراض ہلکے سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رویہ
اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں کو تیرے کہے جن کو
وہ فرقی منطقی سمجھ کر ہمیشہ مجھے کہہ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔
میں ان کے ہاتھ سے بہت سستیاں گیا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا
ہوں کہ ان کی بدزبانیت حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں
سے بھی بدتر مانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان دہاں
ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت لا تقف
مالیس لک بد علم پر بھی نکل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا
اور دور دور ملک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے۔ کہ یہ شخص درحقیقت
مفسد اور کذاب اور دغا باز اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا
بر آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر اثر نہ ڈالتے تو میں ان
تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولیٰ ثناء اللہ اب یہ تہمتوں
کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اسی عمارت کو منہدم
کرنا چاہتا ہے جو تیرے لئے میرے آقا اور میرے پیغمبر کے لئے ایچا تھا۔
نہائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر
تیری جناب میں ملتی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔
اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہو اس کو صادق کی

زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مقلد کر۔ اسے میرے پیار سے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ دینا
افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر القاضین۔ آمین :-
بالآخر مولوی صاحب نے اتنا کہہ کر وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھپا
دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے :-

السلام

عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وابد۔ مرقوم ۱۵ اپریل
۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۶ھ ہجری :-

جواب :- اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ
طویل ہے۔ غلام یہ ہے۔ کہ کوشش ہی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے
طاہرین بیضہ وغیرہ سے مر جائے۔ اس جواب میں آپ نے کئی طرح سے دجل
اور فریب سے کام لیا ہے۔

دولے، یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بعینہ میری منظوری
کے اس کو شائع کیا ہے۔

(دوسرے) یہ کہ اس مضمون کو بطور ایذا کے شائع نہیں کیا بلکہ یہ کہتا ہے کہ یہ کسی
الہام یا دعویٰ کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ غرض دعا کے طور پر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ
ہو گا کہ اگر تم مر گئے۔ تو تمہارے دام افتادہ "خس کم جہاں پاک"۔ کہہ کر
یہ عذر کریں گے۔ کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا۔ بلکہ غرض دعا تھی یہ
بھی کہہ دیں گے کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو
حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں پر بہت سی
متاثر ہیں دیرینے کے قبول نہیں ہوئیں۔ آپ نے تین سال کے اندر پیشہ
ہو جانے کی دعا کی تھی۔ جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ نے کھانا لگا کر قبول
نہ ہوئی تو میں اپنے آپ کو کاشہ مردود۔ کہہ کر آپ اور دجل سمجھوں گا جس کی
تفصیل گذشتہ نمبر میں موجود ہے۔

دسوم، یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا۔ تو میرے مرنے سے
اور لوگوں پر کیا جنت ہو سکتی ہے۔ جبکہ دعا قبول آپ کے (مردی غلام دستگیر
فقیری مرحوم مولوی اسماعیل علیہ رحمۃ اللہ) اور ڈاکٹر ڈی اے امریکن
اسی طرح سے مر گئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک
اسی طرح اگر واقعہ میں ہو گیا۔ تو کیا نتیجہ؟

دچارم، آپ نے بڑی چالاکی یہ کی۔ کہ یہ دیکھ لے کہ ان دلوں طاہرین کی
شدت ہے۔ خصوصاً پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے۔ بالخصوص
پنجاب کے دالسلالت لاپور میں جو امت سر سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت
ہے کہ مردوں کا کھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاہرین
سے فائدہ ہے۔ اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں اور دیکھنے میں بھی
ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے تو یہ نہیں۔ یہ ہے تو وہ نہیں۔ ایسے وقت میں

طاہرین بیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض جن بن سراج کی دعا کی طرح
ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے تو بلند آواز سے کہہ دیا کہ
مجھے الہام ہوا ہے۔ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ جس سے اس کی یہ غرض تھی کہ
اگر ڈوب گیا تو سب مر جائیں گے۔ کون میرے کذب پر مجھے الزام دیکھا اور
اگر بچ رہا تو سارے معتقد ہو جائیں گے۔ یہی چال تمہاری ہے۔ کہ اگر
میں مر گیا تو تمہاری چاندی ہے۔ اور اگر خود بدولت جس کم جہاں
پاک ہو گئے تو کوئی قبر پر لات مارنے آئے گا؟

دچہم، تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان
تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں
بھروسہ یوں تمہاری دعا پر ہر دوسرے کہے طاہرین زدہ کو کاذب جانینگے :-
(ششم) آپ نے ایک چالاکی یہ کی۔ کہ پہلے تو صرف طاہرین یا بیضہ سے موت
کی دعا کی مگر اخیر میں اگر یہ کہہ دیا کہ یہ یا کسی اور نہایت سخت آفت
میں جو موت کے برابر ہو مقلد کر۔ اس تبسم کرنے سے آپ کی غرض یہی ہے
جو آئندہ کے معاملہ میں آپ نے ظاہر کی تھی کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی
نہی۔ تو بات بنائی۔ کہ چونکہ امت سر سے فیروز پور تک چلا گیا اور چھپکر
رہا پس ہی موت کے برابر ہے۔ چرخش سے

من خوب سے قناسم پیران پارسارا

(ہفتم) آپ نے پہلے اپنے گذشتہ مضمون میں جہاں حدیث ۱۹ اپریل کے فقرہ
منہم میں لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور انکی
ہر وقت ہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے
مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔

میرزا میو! بتا سکتے ہو۔ یہ تہافت اور قناعت کیوں ہے ایک ہی ہفتہ
میں اتنا اختلاف کیوں ہوا؟ سچ ہے کہ جو دافیدہ اختلاف کا نتیجہ :-

سچ ان تینوں کے متعلق آتا ہے کہ وہ ہر دوسرے سے جدا ہیں۔

صدر القدر الراجی رحمۃ الوداد و اور عبد اللہ از اولیٰ تلمیذ شیخ اعلیٰ یدیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بیر کیا ڈاک خانہ چویناں ضلع لاہور

نور اسلام بحجاب تک اسکا سوال اور منسل جواب ہے قیید اور غیر اخبار الحدیث اہل سنت

مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کو ظاہر ہوں اگر تم اس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔

مکتبہ تمہارا اگر دائرہ کیا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے ذلیل کرنے کی طرف بلایا ہے؟ تہا ذوق انعام نہ۔ درہ منہاج نبوت کا نام لیے مجھے شرم کہ شرم بھرنا۔

میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے ماتحتوں کو حکم دینگے کہ اپنے اخباروں میں میرا جواب بھی نام نقل کر دیں۔

مذرت برہم نے ناظرین سے وعدہ کیا تھا کہ کرکشن جی کے اہامات اور نپتہ گردباری لال لاچوری بخوبی کی پگھل کر پیرچہ مقابلہ کیا کریں گے۔ مگر کرکشن جی کے دیگر مضامین کو جو سے وہ مقابلہ لکھتے ہوئے ملتوی رہا۔ ایتذہ انشاء اللہ شکے گا۔

تعمیم ۱۹-۱ اپریل کے پرچہ میں بصغر اقل کامل سطور ۲۸ میں جو یہ عبارت ہے کہ ہم اپنے وطن کے ذمہ دار ہیں۔ اس میں "وطن" کی بجائے "لفظی" پڑنا چاہیے۔ وطن غلط ہے۔

ہندوستان سنی اور گورنمنٹ کی خاموشی

دخوشی سے دارو کہ در گفتن نئے آید

آج کل ہندوستان کی ہندو کمیونٹی میں جو بے چینی اور خودماری کے خیالات ترقی ہو رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ایک مدبرہ رائے قائم کر سکتے ہیں۔ کہ ابتدائی عشق سے متاثر کیا؟ آگے آگے دیکھتے ہو تو کیا ہندوؤں کے اخبار گورنمنٹ ہند کے حق میں تو رہے اور غصہ ظاہر کرتے ہی تھے مگر ناظرین پرستہ حیران ہو گئے کہ اب اس غصہ کا قہر باپڑ ترقی کر کے شاہ معظم تک بھی پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ایک اخبار کے چند ایک فقرے ہم نقل کرتے ہیں جنہی بی شو شہد کا کھنڈ چھا۔

شاہ مجھے افسوس ہے کہ بھینے نہیں غافل

میں ملک منظم آج غافل بادشاہ کے نام

کے نام سے خطاب کیا ہے یہ تو کیا ہے

لا پر راہ گنہگار اور عالم غرضیکہ جو کچھ بھی لکھتا تھا۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں تیرے گورنمنٹ ہند میں حکومت کنہا کسی طرح بھی جہا نہیں بھیر ناراض ہو کر میرا ڈنڈا کونڈی نہ چھین لیں ورنہ نہیں موجودہ وقت میں خفاک ثانی بکھنا کچھ غیر مناسب نہیں۔ غافل شاہ! معلوم نہیں تو کس عفت میں ہو رہا ہے اور مجھے کس شرارت بخودی نے مدبوش رکھا ہے۔ تیری ہندی رعایا سخت تکلیف میں ہے تیرے مٹی جگر دلوں نے اپنی سفید کوتاہ اندیشی سے انہیں استعد میں لگ کر رکھ رکھ ہے کہ وہ فکر آمد جنگ آمد کے مسئلے کو دیکھنے کی کوشش میں ہیں۔ ان کو مجبوراً یہ سبق دیا جاتا ہے کہ انہی کا جواب پتہ کیوں کہ "لاتوں کے جھوٹ باتوں سے سیدھے ہیں مچتے" اور یہ نشانہ واقعی خطا نہیں ہوا بلکہ یہ کہ گورنمنٹ کو سیدھا کرتے کیلئے بالکل درست ثابت ہوا۔ اور یہ سچ پرچہ۔ تو اس جلیا جنت اور سچ بھی نہیں شاہانہ اور خود سے سزا بہر طر سے

ظلم! ظلم! ظلم!

کی مدافعتی آرہی ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ تو کس مجرور سے پرہی غید ہو رہا ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ پیرانا سا خیر خواہ شہر شہر تجھے کوئی بڑی خبر سنانے پر مجبور ہو۔ غافل شاہ! میں نے جن الفاظ سے تجھ یا د کیا ہے شاید گستاخی ہو، اندر نہیں خوف خیال کیا جاوے۔ مگر کیا تو غافل نہیں کہ تجھ پر اتنی بڑی سلطنت کی کچھ خبر نہیں کیا تجھے لا پر راہ کھنڈ غلطی ہے کہ تو اپنی سب سے وفادار در جان تار رعایا کو ناراض و ناخوش کر رہا ہے تو ظالم ہے۔ جب تیری رعایا پر ظلم تو رہا ہے۔ چاہے وہ لارڈ ڈلہو سے یا سربراہ سے۔ ان کے شاگرد رشتہ دار یا باب مشرمانٹ صاحب ہمارے کی بلن آزمانی کا نتیجہ اور تو مستحق ہر اکہ کہہ دے کہ تیری وفادار یکس دناچار رعایا کو کچھ ہے۔ میں حیران ہوں تجھے کس طرح نرم گدلوں پر آرام سے فیر پڑ جاتی ہے۔ جب تیری کھنڈ کھا بلکہ کہ لارڈ صاحب رعایا سردی ٹھوکر کمر ناکہ کشی سے جان توڑ رہی ہے۔ تو کیا پتہ کا بنا ہوا ہے کہ ان دلہوڑ آہوں سے جو دکھی رعایا کے سینوں پر چیرتی چوٹی نکلتی ہیں۔ غافل شاہ! یاد رکھو اگر تو نے ان آہوں سے بچنے کی کوشش نہ کی تو یہ رنگ لائے بغیر نہیں گئی۔

اسی طرح کے بلکہ ان سے بھی تیز تر فقرے ہیں جن کا نقل کرنا بھی ہم لپٹ نہیں

سیر از

جن کے مجرور
ذہن دست شہ
برقی سٹ
نشیں ہیں ایک
کی ہے جیسے
کے اندر زانہ مرد
ہوتا ہے دوسری
ہے جسکی ماسٹر
رگیں مضبوط ہو
خورا کیہ دوائی
ہو کر بدن مضبوط
شکایات رہ
محصولہ اک در
موسیقی
دہ ہر قسم کی
جریان
کے پیدا کرنے کا
چوٹ لگتے ہی
ہو جاتا ہے اور
بقدرم رتی کھا
بحال ہو جاتی
مولد خون۔ من
نوجوان کو یک
میت فی چھا
الطش
میر و اسٹرو
کمرہ نقد

اشتراک

۱۔ ہماری پاس
۲۔ موجود ہیں
۳۔ اس میں تین
۴۔ پیشانی روغن
۵۔ حال میں گھٹے
۶۔ مسئلہ پانی خارج
۷۔ نیشی ن ملا کی
۸۔ سے عھوص کی
۹۔ تی ہیری شیشی
۱۰۔ ہے جیہ خون پیرا
۱۱۔ ہر بات دل کل
۱۲۔ ہر جائیت ص
۱۳۔ و ش
۱۴۔ برائی دن۔ ش
۱۵۔ ری۔ در دکر
۱۶۔ فیہ
۱۷۔ فیہ
۱۸۔ فیہ
۱۹۔ فیہ
۲۰۔ فیہ
۲۱۔ فیہ
۲۲۔ فیہ
۲۳۔ فیہ
۲۴۔ فیہ
۲۵۔ فیہ
۲۶۔ فیہ
۲۷۔ فیہ
۲۸۔ فیہ
۲۹۔ فیہ
۳۰۔ فیہ

کرتے۔ اس کے علاوہ ملک کے مختلف مقامات میں جیسے جیسے میں جاؤں گا
کہا جائے کہ گورنمنٹ ظالم اس کی نوکریاں جوڑ دو۔ پھر یہ
خود غور ملک سے نکل جائیں گے وغیرہ جیہ ۱۲ اپریل کو امرتسر میں ہونے والی
اور کھٹوں نے ملکر جلسہ کیا جس میں اس قسم کے الفاظ نظر نہ ہو کر کہے گئے۔
اسی قسم کے واقعات آئے دن سننے میں آتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ
گورنمنٹ لیجے واقعات شورش کے سہتی ہے اور بالکل خاموش کیوں ہے؟
اس کا جواب شاید یہ ہو کہ گورنمنٹ جانتی ہے کہ

جواب چاہاں باشد خاموشی

خیر اس سوال کا جواب تو گورنمنٹ جانے یا اس کے مدیر۔ لیکن ایک
سوال اور ہے۔ جو خاص ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے جو ہر ایک
امروا دت کو کسی نہ کسی روحانی سبب سے متعلق سمجھتے ہیں۔ سوال یہ ہے
کیا وہ سبب کہ جیہ روز کا ذکر ہے کہ گورنمنٹ کی تقریریں کے گیت گائے
جاتے تھے۔ اور یہی ہندو کمیونٹی ان گیت گائوں پر منٹ منبر سوچتی تھی۔
اس کا جواب غالباً یہی ایک ہو سکتا ہے۔ جو حضرت سعدی مرحوم نے کئی صدیوں
سے پیشتر دے رکھے۔ کہ

بترس از آہ مظلومان کہ نیکام و ماکردن

اجابت از در حق بہر استقبال سے آتہ

جو کرتی اس اجال کی تفضیل چاہے تو ذرا مہرا اندہ میں وغیرہ کے واقعات
کو معلوم کرے کہ انگریزوں نے ان مقامات پر مسلمانوں کے حق میں کیا کیا
کائے بوسے ہیں۔ اور آئندہ کو بوسے کی کوششیں سوچ رہی ہیں۔ اس
کارروائی سے مسلمانوں کے دلوں کو جو درد پہنچا رہا اس کا اندازہ دی جاسکتے
ہیں۔ جن پر وہ عداوت، آئے ہیں یا آتے ہیں۔ جن کا خلا صد یہ ہے کہ

شیشہ سے کی طرح اسے مافی با پھیر دومت کہ بھرے بیٹھے ہیں

گو مسلمان ان صدیوں کے آج تک گورنمنٹ کے پاس ادب سے جلتے رہے۔ وہ غلام
آئندہ کو بھی دہلتے بیٹھے۔ مگر اس دربار میں تو کوئی دانہ حنائ نہیں جاتا۔ جو
ہر ایک نفس کے اعمال کے بدلے دینے پر تیار ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ اپنے فوائد
کے لئے فارن آفس میں بھی مسلمانوں کی قومیت کا خیال نہیں کرتی۔ لیکن
قائد مطلق کی غیرت نے تو ایک نہ ایک دن ان کانٹوں کا پھل پیرا کرنا تھا پس
اسی قائد مطلق کی غیرت نے یہ شکل پیرا کر دی ہے کہ انگریزوں کو بھی ذرا گھر

کی بلا میں مبتلا کیا جائے۔ تاکہ ان کو بھی قدر و عاقبت معلوم ہو۔ آہ ہمیں آج
اس شعر کا صدق معلوم ہوتا ہے جو آج سے کئی صدیاں پیشتر کہا گیا ہو۔
ہمارا زور مندی ممکن نہ کہیں کہ ہر ایک غلط سے فائدہ جہاں
خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب ہم خاموشی سے اس شورش کے نتیجے کے منتظر ہیں
جو بنگال سے اٹھ کر تمام اطراف ہند میں پھیل گئی ہو۔ اور گورنمنٹ کی فارن
پالیسی کے مدیروں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اپنی وفادار رعایا
(مسلمانوں) کی فیلنگ کا خیال رکھا کریں۔ اور یہ بات دل سے نکالیں۔ کہ
ان کی گہری چالوں سے جو مسلمانوں کو کمزور کرنے کے متعلق کر رہے ہیں
مسلمان غافل ہیں۔ اس لئے ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ
ہم خاک نشینوں کو ستانا نہیں اچھا
ملجائیں گے افلاک جو فریاد کریں گے۔

الحديث كالفلس

کی بابت ایک صاحب (جو اپنا نام
نکالنے کے لئے اجازت نہیں

دیتے ہیں) لکھتے ہیں کہ کالفلس کو چاہئے کہ اہل بیت کے مذہب کی ایک
جامع مانع کتاب مدلل حلی ہدایہ کے لکھا کو قوم کے ہاتھ میں دے۔ جو اب
گزارش ہے کہ یہ اور اس جیسے اور بھی کئی کام کالفلس کرے گی
انشاء اللہ۔ مگر جب اس کو قوم کی طرف سے تقویت پہنچے گی۔ سرمدت تو
اس کی وہی مثال ہے جو مسلمانوں کی انجیل میں تھی کشن ذراع اخس ج
شطاہ۔ جب اس کو قوت حاصل ہو کر خار زلا فاستغلا فاستغلا علی
سوقہ کا رتبہ حاصل ہو گا۔ تب کہیں جا کر تیرہ سو تعجب الذراع بھی حاصل
ہو جا دے گا۔ انشاء اللہ

شخص ہند کا جواب

اہل فقہ نے اپنے معمولی طریق سے کئی ایک
دفعہ لکھا تھا کہ اہل بیت میں جو ایڈیٹریل

مضامین چھپتے ہیں۔ یہ شخص ہند میرٹھ کے ایڈیٹر کے لکھے ہوتے ہیں۔ گو
اس میں کوئی عیب نہیں۔ کہ ایک بھائی دوسرے کے کام میں مدد کرے۔ مگر
چونکہ یہ دعویٰ نصف جھوٹ اور صرف کذب تھا۔ اس لئے اہل بیت مورخ
۲۲ مارچ میں مغز ایڈیٹر شخص ہند سے اسکی بابت سوال کیا گیا۔ کہ اہل فقہ کے

ہدایت الزمینی۔ حوالہ یوں کے حقوق کا بیان۔ نیت ارجحی اہل بیت امرت

درج کیا جائے۔ نہ اخبار کے کل خریداروں کو اس بحث سے دلچسپی ہے اسلئے مدت سے خیال تھا کہ اس معاملہ کو کسی احسن صورت میں فیصلہ کیا جائے پس ناظرین اپنی اپنی رائے سے اطلاع بخشیں۔ کہ ایسے مضامین کو خیمہ اخبار میں کیا جادے یا ہجڑی رسالہ کی صورت میں اخبار سے بالکل الگ۔ خاکسار اڈیٹر کی رائے میں رسالہ ہجڑی بہت اچھا ہے جو محفوظ بھی رہے گا اور باقاعدہ پہنچا کرے گا۔ ہر دست رسالہ ۶ صفحوں پر ہوگا۔ جس کی سالانہ قیمت مع معمول صرف ۷ روپیہ ہوگی۔ اخبار کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اخبار کے خریداروں سے بھی دہی قیمت ہوگی۔ جو غیروں سے ہونگی ناظرین اپنی اپنی رائوں سے اطلاع بخشیں اور رسالہ کا نام بھی تجویز کریں۔

مہاراجہ صاحب بیمار کی قیاضی

نیا ضی گزشتہ زمانوں کی نیا ضی یاد دلاتی ہے قصبہ کوٹہ میں مسلمانوں کی مسجد کی بڑی ضرورت تھی۔ انہوں نے جناب ملک گوہال صاحب افسر علی کی معرفت درخواست گزاری تو بہاراجہ صاحب بہادر نے مفت اراضی کے لئے عطا فرمائی جس کے لئے مسلمانان قصبہ خصوصاً اور تمام مسلمانان ہندوؤں بہاراجہ صاحب کے مشکور ہیں۔ (نامہ نگار)

رسالة الجود

کے مشتق ہر اپریل کے پرچم میں چند سوال میری
غیرت میں چھپے تھے۔ اسی لئے ان پر کچھ نہ لکھ

مسکات ہمارے مکرم جناب مولوی علی قاسم، صاحب پیدواروی صلیح پٹنہ کو اس مسئلہ میں خوب بخیر ہے۔ اس کے امیدوار مولوی صاحب مودع اسطران تاجہ فرماوی کے (ایڈیٹر)

چالیس سو الوں کے چالیس جواب

(۱۴۴) غریب کا

نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ رفاعت کی حرمت رہینوع (مثلاً زید) کے بھائیوں کی طرف سے نہ
ہیں کرتی۔ حتیٰ کہ عمر کو خود زید کی مرضی سے روا ہے۔

(۲۴) درود میں اس لفظ کی ممانعت کہیں دیکھی تو نہیں ہے :

(۴۴) اخلاص و محبوبیت کی اسرار و آیات و نیک کلمات سے بھی دم کیا

اس دعویٰ کی بابت روشنی ڈالئے ہر چند اہل فقہ کے چالاک ایڈیٹر نے پیش بندی کی کہ شتمہ ہند جواب نہ دے بلکہ اس پیش بندی سے اس نے حسب معمول غلط کر ڈی سے شتمہ ہند کو بھڑکانا بھی چاہا مگر شتمہ ہند کا تجربہ کار ایڈیٹر جس نے اہل فقہ جلیوں کو اذیتوں پر کھلایا سو کب اس کے بھڑے میں آن کر حق بات کو چھپاتا ہے اسے شتمہ ہند سے ہر اپیل کے پرچہ میں اس کا جواب دیا آپ لکھتے ہیں کہ ایڈیٹر اہل فقہ نے اب ایک فضول بحث چھیڑ دی کہ ایڈیٹر شتمہ ہند ایڈیٹر اہل حدیث کو مضامین کی مدد دیتا ہے۔ الہودیت نے بھی شتمہ ہند سے استفسار کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کو کسی سے مضامین لینے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ ثناء اللہ عالم ہیں۔ فاضل ہیں۔ محقق ہیں۔ محدث ہیں۔ مفسر ہیں۔ وہ اگر چاہیں تو صرف ایڈیٹر اہل سے اخبار مہر کر گتے ہیں۔ نہ انہوں نے آج تک ہم نے کوئی مضمون لیا نہ ہم نے کوئی مضمون دیا۔ بالفرض لیا بھی جاتا تو کیا نامہ نگاروں کے مضامین سے کسی ایڈیٹر کا کسر نشان ہو سکتا ہے یا اس کی بیعت میں فرق آ سکتا ہے۔ اب تک تو ہم نے اہل حدیث کو مضامین نہیں دیئے لیکن اگر تقلید کی لٹکا کا سمار سونا محبہ د کے دھواں دھار مضامین کے گولوں پر منحصر ہے تو اب ضرور دیئے جائیگے

انشاء اللہ

کیا ایڈیٹر اہل فقہ اس جواب کو نقل کریگا۔ حیا درکار ہے۔

اوپر حکم اور پیر جلدی جمع ابین

کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کا کوئی الہام اس مقولہ کا ہو کہ اپنے
 تین انخاص (مرزا ابوالسعد محمد حسین صاحب بیابوی اور منشی ابوالحسن
 صاحب لاہوری اور ایک کوئی شخص) کو مکاشفہ میں دیکھا تھا کہ آپ مرزا صاحب
 کے پیرو میں؟ جواب ایمانداری اور حافطہ سے دینا؟

تاویانی کے متعلق ناظرین کی مشورہ

چونکہ قادیانی کرشن
کا نقشہ بہت

تقیب الاسلام بر حصار جلد مکمل - پنجاب، تہذیب الاسلام دھریال میت عصر - سنجہ اہمیت اور اثر بر

بت ہو کہ خاندانی
وکانداری و تجارت
مختص ہیں اور کوئی
ایک حد تک
سے روبرو کیے

وخاصہ شہزادہ
خان بہایت علی
اس کو کان میں قید
پڑھ کر سیاہی قلم
یثیار اسفنج

ریشمی جرابیں
میں تولیے ہیں
پتھر پرانے
نکیاں گراہیں
مابوں بوڑھے

نایب جماعت
چشم خود ماری

مال سنگو ایسا
میں وہ لکھتا ہے
ایسی جرابوں کا
ایک حصہ

سوداگر دیوانہ

تھر کی گورنمنٹ نے اپنے کانسل جنرل بیٹی کی معرفت مولوی محمد انصاری صاحب
ایڈیٹر اخبار وطن لاہور کے کئی دفعہ چاندی کے ان لوگوں کو تقسیم کر دینے کیلئے
بھیجے ہیں کہ جنہوں نے حجاز ریلوے کے قند میں فیا خانہ طور سے چسپاں
دیا۔ ان تمنہ پانے والوں میں دو لیر پلین جنٹلمین اور ایک ہندو جنٹلمین تھے۔
ان تینوں کو سلطان معظم نے بالخصوص تمنہ عزت نشان عطا فرمایا۔
پہلے ہی کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے ان تمام پولیس مینوں کو بری کر دیا
جن پر عدول حکمی کا الزام لگا کر کمشنر پولیس نے مقدمہ فوجداری قائم کیا تھا۔
عدالت نے قرار دیا کہ پولیس مینوں نے جو کمپنی کی - وہ ڈبلوں کے وقت تھے
بلکہ فرصت کے وقت منعقد کی گئی تھی۔ اس لئے تمام پولیس مین بے قصور ہیں۔
ان پر فوجداری مقدمہ نہیں چل سکتا۔ سب پولیس مین بری کر دیئے گئے۔

تھراؤن کی طالی، اساماتہ النبیئین کا اڑانے کا جواب یہ ہیں سرخوں اور مغضروں کے احوال سے عیائی مذہب کی ترویج ایک گریڈ پیٹ کی تابعیت ۱۹ قیمت ۴ مخصر لڑاک ۲۲ کل ۲۶

شاکرت شرمایید مالکانش ایگار که شد هاید ایتر اخیار دیش ایگار که و قیامی و اکثر صنعت ساله حیات نشی لاهور

ہاں میں ہم
 کہتے ہیں
 یا ملیوں کی
 اور یہی سبھی
 جو ابھی تک
 ملک نے اس کے
 اور اور ملک نے
 یہی ملک کی
 پاکستان کو کوئی
 کی کریم اور دیگر
 کے اس کی دہر
 میں اقتصاد
 حکومت کا فرض
 ہم کا احترام کرتے
 اس قسم کے
 تھے یہی تھے
 کہ اس میں خطوط
 پیش کی تھی لیکن
 جو یہی کی مخالفت
 وزیر اعظم نے
 جیسا کہ قصیدہ میں لکھا
 ہوں کے مذہب
 ہو کہ یہ ان کی اپنی
 کے مقرر ہو گئے
 کی اس میں مفید
 ان کی کہ یہ پانچ
 اس مفید
 کہ ہمارے لاکھ
 آئندہ جنوری
 کی تعمیر و ترقی
 کے تعمیر و ترقی
 یہاں سے منصوبہ
 اور ایک رقبہ
 پہلے کے غرض
 یہ بعض ابتدائی
 نام سے گورنر
 دئے تھے خطا کیا
 یہ میری شاہ
 لیا گیا جیسا کہ پڑ
 کے جو ہم نے نہیں
 دئے کا گورنر
 سے ملنے والے
 سے لڑتی